
THE
OUDH PUNCH
VOLUME X
LUCKNOW
1925
ممتاز المطابع وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ سے چھپ کر
باہتمام محمد ممتاز حسین ایڈیٹر شائع ہوا

جلد ۱ نمبر ۴
مضامین غیر
سورخہ ۸ جنوری ۱۹۲۵ء

الخفاشیات

فن ہے طبیعت میں عجیب سی شخن پرفن کی
رہا خاموش حبشی ہوا اپنا بدہ مردن بھی
بیان اس تو زیش کہہ دو کہ ہاپ دستکار
بھئے آتے ہیں یہ لکھائے یہ کہہ دو کہ آپ آئے
ہے کلا پاؤں بھاری سر چپ سو دو نیس
بنا ہو اپنے کو شعد دستار اس پٹ کا
بنا کا حل ہو جیسی شخص سو گردن میں گھلا ہو
فریاد کرتے ہیں دو رنا ہے تو ذکر سنگے
مومیں دو رنا پہ ڈوبے دانا خفاش ہو گیا
ہے خواہش آج پھر دو گی بن جا جسکے ذہن کی
مری بھی نے اکڑا کھ پھوڑی انکے تو سن کی
چڑھا دو سر پہ پانی کر دو ہے تعلیم فیشن کی
بجا ہو گا کسی دن آ کی گر نوبت نکوئیوں کی
جوئیں پڑتی ہیں لگ جائے دو ڈھیلی سر میں گلبن کی
دوائیوں کی ضرورت ہے نہ کچھ جاجت ہے پیمن کی
مصور کھینچ یوں تصویر تو انکے دو کہن کی
الٹی خیر پردے کی الٹی خیر چلمن کی
دو کاں رکھ رشتہ مرہم کی اور چینے کی سوزن کی

راقم خفاش کراچی

واہ بے رقصاں

چاک گریباں ۱ خاک بداماں
بے سرو ساماں خوار و پریشاں
طفلک نادان صورت انساں
آدھا عیاں
واہ بے رقصاں

قاب سما میں ۲ بطن ہوا میں
بیت خلا میں خون فضا میں
رحم سما میں ۳ تحت ثرا میں
خلقت شیطاں
واہ بے رقصاں

لعنت دنیا ۴ خفت عقبی
تہمت پیدا کثرت سودا
فطرت رسوا علت ...
قسمت یاراں
واہ بے رقصاں

اور زل و اجبر ۴ بیضۂ اشتر
ناختہ برسر ریشمی کا خنجر
نالی کا نشتر لعنت کا دلبر
عیش کا ساماں
واہ بے رقصاں

موذ کردہ ہے ۵ داز قہ جو ہے
معدن پسم ہے نقص و ضو ہے
جوش سبو ہے عالم ردہ ہے
..... ملی ہواں
واہ بے رقصاں

صورت شاعر ۶ کسوت ساحر
پاک نہ طاہر کلفت خاطر
ذلت ظاہر شاعر کافر
دشمن ایماں
واہ بے رقصاں

کرب ترکم ۷ وجہ تصادم
خرق تلاطم تنبیق ترنم
نسل تجسم بوق تکلم
ہیبت لرزاں
واہ بے رقصاں

رخنۂ عریاں ۸ ہستی خنداں
کس کا جاناں کس پہ نازاں
طفل غزلخواں گشتہ ستاں
تنگ تنگ عیاں
واہ بے رقصاں

فکر باریک

۱

نغلول ہے نغلول ہے اے ابلق دم بریدہ
یا غول بیاباں
انساں نہ حیواں
شیر ہے ترا نام ارے بودم نوخیز

۲

نازل کیے دیتا ہے تری خفت خاموش
جلاب کا چورن
پتلون کا دشمن
سر زد ہو پھر ایسی کوئی جرأت خاموش

۳

ہموار کرے آج ذرا تیری سڑک بھی
خاموش تبسم
اے بوم تکلم
اب دل سے نکل جائے ہمارے یہ کھٹک بھی

۴

یہ نظم معلق ہے کہ وحشت کا ہے سامان
اے جہل بداماں
آشفتۂ بہ زباں
ہر شعر کے سینے پہ نمودار ہے پستان

۵

اندھے بھی دیا کرتی ہے کیا تیری حسن قصا
خفاش بیاباں
مردار گلستاں
ہر شعر کے پاجامے کی بجائی میں ہے علت

۶

مدہوش جہالت ہے ترا ذہن ادب ہے
لنگور ہے خاصا
مغرور ہے خاصا
تخئیل پریشاں ہے تیری معصیت مند

نوٹ

ناقد بصیر۔ سبحر ہے بطیر مولانا اور دو بیج۔ تسلیم۔ واللہ منشی منشی میں بات نہ ٹالیے۔ سرگشتگان حقیقت طرز جدید کی قلم فرسائی ملاحظہ فرمایئے اور اس حیا سوز مجازت جو اثر طبع مبارک قبول کرے ٹھیک اسی اثر کے مطابق بندہ کو خطاب عنایت فرمایئے۔

بعض بے شرم گنہگاروں نے دینی بے حیائی اور بے باکی عالم ہستی کی ہے انھیں کی تقلید میں بندہ کے اشہب قلم نے کچھ دولتیاں جھاڑی ہیں۔ نقل کفر کفر نہ باشد۔ اگر آپ کے ناظرین بہ مذاقی ہستی خیال کا طعنہ دیں تو ان سے کہہ دیجیے کہ ہوش کے ناخن لیں اور نقل را چہ عقل کی مثل یاد فرمائیں۔

راقم

پیمانہ نومبر ۲۳ء

(مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۲۶ء)

اب ہم "عصر حاضرہ" کے باکمال نوجوان شاعر کے حالات سے بحث کرنا چاہتے ہیں جو پیمانہ کے صفحہ سے شروع ہوتے ہیں۔ اور جنھوں نے دل لگی دل لگی ہی گویا

ثنائے خود بخود گفتن نمی زیبد ترا صائب

کی مثل اصل کر دکھائی ہے۔ اس لیے کہ ان حالات کا درج کرنا جن کی انگلیوں کے زیرِ نظر ہے اُن کے اختیارات سے بالاتر نہ تھا۔

مگر یہ کیا ستم ہے کہ ان پیمانہ کشوں میں جسے نظر بھر دیکھیے علم سے کورا نظر آتا ہے :-

"اشعار ہی بی سونے حاشیے کا کنبا مجنون"

بھلا کوئی راز صاحب سے پوچھے کہ "عصر" کس لغت میں مؤنث ہے جو اس کی صفت جائے تانیثِ "حاضرہ" لکھی گئی۔ اگر آپ "عصر حاضر" لکھتے تو کیا برائی تھی۔ کیا سوانح نگاری کے واسطے مادہ نوازی بہت ضروری ہے؟ جو آپ نے "حاضر" میں ایک گول "ۃ" بڑھائی حالات بظاہر ایک مرد کے ہیں عورت کے نہیں جو حاضر کی تذکیر کو مضر ہوتی۔

آپ تحریر فرماتے ہیں "مجھ سے کہا گیا ہے کہ اس تصویر میں جان ڈالوں" خدا جانے یہ اڑکی نمائش کرنے والے کہاں سے پیدا ہو گئے قبل از اشاعت یہ تصویر کون صاحب لے کر آپ کے پاس گئے۔ زیرِ نظر (پیمانہ) صاحب چھپنے سے پیشتر اتنی قدرت نہیں رکھتے کہ فرمائش کرتے پھریں۔ صاحب فرمائش کا نام اگر آپ لکھ دیتے تو "کہا گیا" کی مجہولیت کے علاوہ ساغر صاحب کے سر سے یہ الزام دور ہو جاتا کہ صاحب رسالہ تو بیچتے نہیں اپنے حسن پہ مردوں کو رجھانے پھرتے ہیں۔ دوسرے تصویر میں جان ڈالنے کا کام آپ نے کہاں سیکھا۔ اگر فی الواقع آپ یہ کرامت رکھتے ہیں تو شروع سے زمانہ کو تکتے رہتے ان سے بہتر سے مطلع فرما دیجیے وہ بہت خوش ہوں گے اگر آپ ان کے خیالی اور ذہنی مستورات کی تصویروں میں جان ڈال دیں گے پیشہ اچھا خاصا خوب ہوگا ؎

اک ہم حکیم حاذق کرنے لگے طبابت
مُردوں کے تئیں جلانا جینے کی کی کرامت

یہ کیوں نہیں کہتے کہ اخلاص عزیزہ کے خلوص نے بے چین کر دیا جو تصویر "زینت نظر" ہوئی اس نے ظلمات سے آپ "حیوۃ" لانے پر مجبور کیا۔ ورنہ اصل قائل یعنی صاحب فرمائش کو تو ہم خوب جانتے ہیں۔ "الامر فوق الادب" کا مفہوم زبردستی پردہ فاش کرتا ہے۔

آگے چل کے آپ فرماتے ہیں :-

"تیں کہ اپنی بے بضاعتی ....

یہ کہ "عاقبۃ الامر کھنی جنہوں آنجہانی آپ کے لیے چھوڑ گئے تھے یا رجسٹری کے دفتر سے آپ اُٹھا لائے جہاں دستاویزوں میں لکھا جاتا ہے "منکہ فلاں ابن فلاں ساکن فلاں کا ہوں" ورنہ یہ "کہ" "فصحا کے قلم اور زبان سے کبھی نہیں نکلا۔ واللہ آپ کہ شاعر ہیں اور جو کہ شاعر ہو اُس کو اپنے کلام سے کہ فی الحقیقہ ایک استاد کے زیر نظر رہتا ہے یہ "کہ" ضرور سوت کے بچے یا دودھ کی مکھی کی طرح نکال ڈالنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ اہل نظر کہ حشو و زوائد سے جلتے ہیں کانوں کا دن نہ بچائیں کہ لاحول لا قوۃ اس جملہ میں "کما حقہ" کا کلمہ بھی آپ کی علمی لیاقت کا لوہا پڑھ رہا ہے پڑھتے لگے آدمی "کما ہو حقہ" لکھتے ہیں بشرطیکہ مرجع ضمیر مذکر ہو ورنہ "صلاحیت" تو خیر علمی استعداد ضرور "معریٰ" جیسے برہنہ نظر آئے گی :-

آہ شبلی و حالی۔ سرسید احمد خاں زندہ نہیں ہیں ورنہ آپ کی یہ حسرت ضرور پوری ہو جاتی "ایک ایسے مشہور شاعر اور مقبول ادیب کے سوانح زندگی ہندوستان کو کوئی ایسا ہی مورخ اور انشا پرداز لکھتا" مگر خیر :

"البتہ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ حضرات "ایسا ہی" کے ابہام میں داخل ہیں یا نہیں۔

"ایسا" حرف تشبیہ ہے مگر عجیب تشبیہ ہے جس کا "مشبہ بہ" بالکل پردہ پوش۔ آفتاب صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ "سیماب" سا نظر باز انشا پرداز ہوتا تو حق سوانح نگاری ادا کما حقہ ادا ہو جاتا بندہ کے عوض خود مولوی انظار بگڑ فرماتے ادھر۔

"قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند"

اُن ہی کے قلم سے نکلتا۔

پیدائش کی سرخی تحت آپ تحریر فرماتے ہیں۔ "بدیہیات کا یہ گوہرِ شب چراغ طبعیات کا مہر درخشاں اور کیفیات کا ملکوتی پیکر بتاریخ ۲۰ ماہ دسمبر ۱۹۰۵ء بروز پنجشنبہ ۳ بجے صبح علیگڑھ کی فضائے علم و فضل میں "ذہنی اسرائیل" کی تجلیات فطرت عظیم کو چمکانے کے لیے عالم شہود میں آیا۔ اور اس حساب سے اس "عندلیب گلکدۂ قدس" کی عمر اس وقت ۱۸ سال گیارہ مہینے کی ہے۔ وزندۂ عمر ساغر منور نام خدا ۱۸ کے ہیں اور کوئی نہیں جانتا کہ یہ دُرِ شہوار کس کے دامن عصمت کی زینت ہوگا :

خدا جانے "بدیہیات" کونسی ہستی ہے جس کی گوہر شب چراغ صاحب رہتے ہیں۔ اگر یہ لفظ "بدیہیات" ہے تو بے شک بدیہی ہستی سے انکار کون کر سکتا ہے لیکن گوہر شب چراغ کی مناسبت چہرہ ہی بے معنی سمجھا جاتی ہے۔ اس مجہولی توصیف سے سوال بڑھانے کا اجر دو پیمانہ کے ناظرین سے لے تو سے مگر کوئی گوہری صفت ہمیں ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ یہ بھی گرانی ہے؟ نہیں! یہ بھی روشنی ہے؟ نہیں! یہ بھی چمک ہے؟ مطلق نہیں۔ گوہر بہا بھی ہوتا ہے اور بیش بہا بھی مگر یہ لوازم بھی ظاہر نہیں ہیں۔ بھلا جب وجہ تشبیہ جس کے ایک وجہ بھی موجود نہ ہو تو وہ "تشبیہ" کیونکر ہوئی۔

بدیہیات کے بعد طبیعیات ہے جس کی وہ طبیعی ہیں۔ ... آدمی جانتے تھے ... کی ... لیں ... جس کو ... سے تعبیر کرتے ہیں۔ طبیعیات ... مناسبت کرنے والی قوتوں کو کہتے ہیں جن سے

جسم دیا کمال جیسی ہنس بہو بچہ والے ہر شخص اپنی بیئات یا تجربہ پر قائم ہے۔ لہذا ہر شخص اپنی نسبت کا مہر درخشاں بھی ہوسکتا ہے۔ اس توصیف میں کوئی خرابی نہیں نہ مہر درخشاں کسی سے شکایت کرنے آتا ہے کہ تم نے کس قاعدہ سے یا کس سے مثلاً ایک گجھوری رنگ کی تشبیہ سیاہ رنگ کے ساتھ دی۔

حقیقت نگاری کا مقتضیٰ تو یہ تھا کہ آپ اپنے لفظوں کو واقعہ کے مطابق بناتے آپ کا یہ کام نہ تھا کہ ہمارا لکھنے والی عورتوں کی طرح جو اپنے کالے کلوٹے لڑکے کو چندا، لعل، ہیرا، موتی، سونا چاندی کہتی ہیں فضول مبالغہ سے کام لیتے۔ یہی مبالغہ تو ہے جس کی تنبیہ یورپ کے شاعروں کو ایشیائی شعرا سے فرق صرف اتنا ہے کہ ایشیائی شعرا مناسبت و قرائن کا لحاظ استعارہ و تشبیہ وغیرہ میں رکھتے ہیں اور یورپ بالخصوص بنگال انھیں لفظوں کو بے ڈھنگے طریقے سے استعمال کرتے ہیں۔

علیٰ ہٰذا القیاس کیفیات کا ملکوتی پیکر بھی ایک عجوبہ اسا جملہ ہے کیفیات چار ہیں کیفیات محسوسہ، سرد و گرم، خشک و تر یعنی انفعالیات و [illegible] کیفیات نفسانیہ کیفیات مختصہ بالکمیات کیفیات استعدادیہ۔

....

ملکوت اس عالم غیب سے عبارت ہے جو ارواح و نفوس کے ساتھ مختص ہے۔ اب آپ کسی سے ان اصطلاحات علمیہ کے معانی دریافت کیجیے اسکے بعد غور فرمایئے کہ کیفیات کا ملکوتی پیکر کیا چیز ہے۔ کسی ملکوتی پیکر کو جس سے دانش و طاعت ہی ہمیشہ کے گناہ کرنے اور فحش نگاری سے کوئی تعلق ہو تو آپ سمجھئے فحش سے مراد وہی مہمل والی ہے جو انشائے حقیقت پر پبلک کی جانب سے مستحق آفریں یا نفریں ہوسکتی ہے یا جس کا چربہ باعزازہ میں اتارا گیا ہے)۔

اب ہم عبارت کے دیگر نقائص شاعرانہ مسائل کی جانب انتساب کے لئے حضرت عظیم کی ہدایت

...ہم نے قدرس کے دریں وہ سے قطع نظر کرکے یہ اللہ ڈھیلے نفس پرستی کو مبارکباد دیتے ہیں کہ جس ماہ دسمبر کی پچیسویں تاریخ روح اللہ سا پاک نفس آسمی اخلاق دنیا کو سکھانے نفس کی برائیوں کو دور کرنے اور بیماروں کو تندرست بنانے کے لیے پیدا ہوا اسی مہینہ کی پچیسویں تاریخ حضرت ساغر مے پیمانہ مصنف عمرانہ کا سا آزاد شاعر گوش عالم کو ننات معصیت کو شمع اور مئے شاعر عالم جذبیہ بادۂ میرمغاں کو تاگون کرنے والا بھی ۔ قید وارداتی ۔ کے پیچھے اور تقدیر یا مین آراء کے لوٹے سے کھیلتا اور اپنا یہ بند بزبان حال گنگناتا وارد ہوا ہے

مرا مذہب ہے پی کر بے حواس و ہوش ہو جانا
بہکنا اور گرنا عام رستوں پر پڑا رہنا
مری آنت رہا حسن تمنا کی پرستش سے
مرا پیشہ رہا ہے بھر کے گنگنانا
میں ساقی ہوں میں ساغر ہوں
میں پیمانہ میں بادہ ہوں سمجھنے سے فزوں تر ہوں
کہ میں اک مست شاعر ہوں

چونکہ اس مولود مسعود کے میعاد ولادت یا پریوں نے جوز چاخانے نکالے تھے وہ حالات نگار نے نہیں لکھے لہذا ہم بھی قطعی لاعلمی ظاہر کرتے ہیں اور ہمیں ثبت نئے حالات لکھنا نہیں چاہیے۔ البتہ ہمیں اس پر تعجب ضرور ہوتا ہے کہ ممدوح کی عمر اٹھارہ سال گیارہ ماہ کی ہے کوئی دوست نے ہم سے کہا کہ نام خدا ابھی چودھواں سال ہے اگر "حالات نگار" کا قول صحیح ہے تو یہ بھی صانع کی عنایت ہے بکا بھی اچھی بنائی ہے۔ کچھ دنوں اور نا کتخدا رہیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ (باقی آئندہ)

راقم

خواجہ علی محمد خاں اکبرآبادی

آقایان قوم

نمبر ۸

(تتمہ ماہ دسمبر ۱۹۲۲ء)

نمبر ۸۔ یادرکیا کہ بک کے داغ پائے وسعت پر ہے دنیا والوں نے کسی کے ساتھ بھی بھلائی کی ہے ہمیں تو اس ہمدردی پر گفتار یاں جو تنتے ایک غمر ہو گئی سچ پوچھو تو ہم نے وہ کلام کیا ہے کہ پیمانہ کے تنگ ہی میں یوں چاہئے۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ ہندو مسلمان باہم علیحدہ علیحدہ راہ اختیار کیے ہوئے تھے یہ عالم تھا کہ ہر سلطان بادشاہ کے زندہ مرید و کشتی رت مار تا ترسی۔ بے رحمی مردم آزاری کا الزام لوگ لگاتے تھے۔ ایمان سے کہہ دو جو وقت کہ سلاطین اسلام کے ہر فعل کو بیرون خلاف انصاف کسی نے کہا مسلمانوں نے بت خانے اجاڑے مسجدیں آباد کیں اور ہم تختے پر چڑھ بیٹھے کہ جو افراد مت بتان مسلمان یہاں ہیں عنداللہ کرنے اور خدا...

رہا نے آئے تھے مسجدیں آپ سے آپ بن کے تیار ہو گئیں۔ گو شش دہنی پر یہ وہ بت جو عجائب خانہ میں رکھے ہیں وہ خود ہندوؤں نے اپنے ہاتھوں توڑے تھے نام لیتے ہیں مسلمانوں کا۔ یہ سب انگریزی مورخوں کی شرارت ہے جو ایسی کتابیں پڑھاتے ہیں جن سے نفاق کی آگ بھڑکے دل جلیں۔ انصاف و عدالت کی عینک لگا کے دیکھو تعصب کی پٹی آنکھوں سے دور کرو تو تمہیں خود معلوم ہو جائے گا۔ وہم اور مشہور واقعات سے یکسر انکار کرنا پڑتا ہے جیسے کا کام ہے جن واقعات پر تمام اسلامی مورخین کا یقین واثق تھا۔ اور زبان زد خلائق تھے انکی شہادت و روایت کو ہم نے اپنے ادنی شبہات کے اڑنگے پر چم چٹ کر دیا۔ اور جہاں کچھ بس نہ چلا وہاں واقعے کو اتنا خفیف کر دکھایا کہ انکی اہمیت خاک میں مل گئی ورنہ صرے سے انکار کر دیا۔ ثبوت مدعی کے ذمہ ہے ہم سے کیا واسطہ۔ ہم نے تو ایک ایسی بنیاد قائم کر دی کہ جب مورخین اس واقعہ کو لکھیں گے تو ہمارا انکار بھی ضرور لکھ دینگے۔ جیسے واقعہ میں اختلاف پیدا ہوا اور اسکی شہرت میں بٹا لگا یقین کا پیالہ ڈور کا۔ مثلاً فلاں شخص کی گردن فلاں بادشاہ کے حکم سے ناحق قلم ہوئی۔ یہ ایک اعتراض ہے اور واقعات شاہد ہیں کہ اس نشیب میں پانی ضرور مرتا ہے۔ بادشاہ سلامت نے محض غصے کی جھانجھ میں ایک بے گناہ ساقی کی جان لی۔ یہ واقعہ بادشاہ کے دامن معدلت گستری پر قیر کا دھبا تھا لوگ اسکا آج تک چرچا کرتے ہیں بوڑھیاں بچوں کے سامنے شب کو یہی واقعہ کہانی کی طرح سناتی ہیں۔ ہمارے اسلامی درد نے ہم سے اپیل کی کہ تیرے ہوتے ایک اسلامی بادشاہ بدنام ہو۔ تف ہے تیری زندگی پر۔ اب عہدہ کے داغ سے

ہ روایت کی روایت پر کمر باندھی اور عجب ایک جھنی مورخ کا نام گردہ کے مضمون تکو ڈالا۔

الشئی الباقی فی قتل الساقی

یہ امر کسقدر افسوسناک ہے کہ انگریزی مورخین عہد اسلامیہ پر ہر روز نئے بانہ معنو باندھا کرتے ہیں منجملہ دیگر افتراءات کے ایک یہ واقعہ بھی مشہور ہے کہ حضرت قدر قدرت فریدون حشم کیواں خدام جم جاہ اسلام پناہ قاتل الملۃ والدین نے اپنے دربار کے ایک مسلم ساقی کو محض اتنی سی بات پر برافروختہ ہو کر قتل کر ڈالا کہ پیالہ پیش کرنے کے وقت



مصری چوہے کے ساتھ گربہ صفت زمانہ کی بازی

اسکے ہاتھ تھرتھرا گئے تھے ہم نے بارہا اس واقعہ پر غور کیا مگر ہمارے دل نے کسی طرح قبول نہ کیا کہ ایک اسلامی بادشاہ سے ایسا جرم عظیم سرزد ہو۔ صفحات تاریخ کی ورق گردانی کرتے کرتے ایک ایسی دستاویز مل گئی جو اس بناوٹی قصے کی کامل تردید کرتی ہے۔ سنہ ۱۰۱ ہجری میں ایک چرواہا اپنی بھیڑوں کا گلہ چراتے چراتے دشت قبچاق سے اس سرزمین پر وارد ہوا یہ ایک نامی چرواہا تھا اور اسکی نسل میں تمام علماء اور اہل قلم آجتک موجود ہیں جن کی تحصیل علمی بانسے سے شکانی اور سولی سے

کسولی تک ترقی کر گئی ہے۔ اس خاندان میں تا حال وہ لکڑی موجود ہے جس سے ان کا جد اعلی گلہ ہنکاتا ہوا دشت قبچاق سے یہاں وارد ہوا تھا چونکہ یہ ایک خاندانی یادگار ہے لہذا ہم نے اس متبرک چوب کی زیارت کی۔ یہ ایک چوب خشک ہے جو غالباً بیری کے مقدس درخت کی ایک شاخ ہوگی۔ مقدس و برگزیدہ چرواہے نے اس کے تجل او جیہ ہوا لے تھے۔ بغور ملاحظہ کرنے سے اسپر کچھ نقوش ظاہر ہوئے۔ جنکے معنی یہ ہیں کہ حضرت قاتل الملۃ والدین ایک پارسا بادشاہ تھے انہوں نے شراب کی صورت کبھی نہیں دیکھی۔ بعد اس عبارت کے دیکھنے کے قتل ساقی کا قصہ بالکل بے معنی معلوم ہوتا ہے۔ واقعی ذب مشہور لا اصل لہ۔ اکثر مشہور باتیں بے اصل ہوتی ہیں بہت ہی صحیح مقولہ ہے۔ اگر لکڑی کے نقوش آپ کے دل پر منقوش نہیں ہوتے تو آئیے میں آپ کو ایک اور ثبوت اپنے دعوے کا دکھاؤں جسکے بعد واقعے کے رخ تاریک سے غلطت کی نقاب بالکل دور ہو جائے گی۔ میں بقصد حج فلاں سنہ میں برلن گیا تھا اتفاقاً وہاں ایک پرائیویٹ لائبریری دیکھی جو مسٹر برنا لا مشہور و معروف ماہر آثار قدیمہ کی ملکیت ہے اس کتب خانہ میں منجملہ دیگر نوادر کے عہد سلطان قاتل الملۃ والدین کا رجسٹر پیدائش و مرگ بھی موجود ہے۔ مگر مقتول ساقی کا نام ان رجسٹروں میں موجود نہیں۔ لہذا یہ حکایت سرتا سر لغو اور مصنوعی ہے ہاں سلطان مذکور کے وصال کے ٹھیک سو برس بعد اس نام کا ایک ساقی ضرور تھا جسے ابتداءً توبہ کرنے کی مہلت دی گئی اور جب وہ راضی نہ ہوا تو بحکم قاضی شرع قتل کر دیا گیا۔ ایک معصوم صفت شاہنشاہ کا نام جسکے عہد معدلت مہد میں بائیس کروڑ کتابیں محض الف لام

لطف
کو لیوں
نوجوان
زہر خریے
سے دو
اور
ایک گولی
کرتی مشہور
محمد حسین
آغا شکوہ

واجب
مرحوم شاد
کا نسخہ ہے
کرنا چاہتے
کیجیے اگر
فرمائش
رسانید
گولی
اخبار کے

سیل
دفتر اخبار
اسٹر



"آئندہ اپریل"

——— میرا آنچل بھر دے ———

چاہے مرے ہندوستان چاہے جیے ہندوستان میرا آنچل بھر دے میرا انگوٹھا بھر دے۔

——— تیرا بھلا کرے بھگوان میرا پیالہ بھر دے میرا آنچل بھر دے۔

کی قسم پر لکھی گئیں۔ اس ضمن میں نہایت عظیم مذہبی ذمہ داری ہے۔ اس قصے کے دو ہی پہلو تھے ایک سلطان کے دربار میں ساقی کا وجود جس سے عادت مے کشی ثابت ہوتی ہے دوسرے اُن کی خلاف ورزی۔ آپ نے مقدس و محترم تیجاتی پر واضح ہوا۔ نوسش مطالعہ فرمائے جب سلطان کی تیج کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ اور مسٹر برنالڈ مشہور برہمنی عالم کے کتب خانہ کا رجسٹر بھی ملاحظہ فرمایا ان واضح دلائل سے مجھے اُمید ہے کہ قتل ساقی کی بے اصل کہانی گھڑنے سے اور غیبت کے ارتکاب سے آئندہ آپ اجتناب فرمائینگے تمام دائیم اسلام کا فرض ہے کہ جا بجا دلیل ان کتب کو مدارس سے خارج کرنے پر متوجہ ہو جائے۔ ہم زیادہ دنوں تک اسلام کی تذلیل گوارا نہیں کر سکتے۔

ہمیں زیادہ شکایت اپنے ہندو بھائیوں سے ہے جنکے کلیجے میں ان واقعات کی سماعت سے ٹھنڈک پڑ جاتی ہے اور وہ ان احسانات کو سلطان فراموش کر دیتے ہیں جو مسلمانوں نے ان کے ملک پر یا ان کی ذات پر کیے۔ اگر خونریزی کوئی جرم ہے تو ذری مہابھارت کی خونی تاریخ اٹھا کے دیکھیں اور اپنے گریبان میں منہ ڈالیں کیا ہمیں الزامی جواب دینا نہیں آتا۔ ہم مسلم پرستوں اور مسیحیوں کے ہزار ہا ایک واقعات دکھانے پر قادر ہیں۔

دفعۃً ہوا بدلی اور لوگوں کو اتفاق و اتحاد کی سوجھی۔ ہمارے قلم نے بھی کروٹ بدلی۔ وہی شب قلم جو دونی ساقی کے قتل پر چراغ پا ہو گیا تھا اب یوں فروٹ جانے لگا۔

(۱) سلطان غزنوی نے سومنات میں جو بُت توڑا تھا حال کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ جسقدر مال شکم بُت سے نکلا تھا سب برہمنوں کے سپرد کر دیا اس واقعے سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ بحیثیت ایک مسلمان کے بت پرستی کو ناجائز سمجھتا تھا لیکن طمع مال و زر کا الزام اتنے بڑے شاہنشاہ پر عائد کرنا بہت بڑی سختی ہے اس نے سترہ حملوں میں جسقدر زر و جواہر ہندوستان سے حاصل کیا وہ سب ایک پونہ رستی بنانے میں صرف کر دیا جسمیں برہمن تعلیم پاتے تھے۔ سنسکرت کے علوم سے سلطان کو بہت دلچسپی تھی بلکہ انگلستانی مورخ مسٹر سو ہیوم جیسے محقق ہونے میں کلام نہیں اپنی کتاب آن نون میں لکھتا ہے کہ سلطان نے آخر عمر میں زبان سنسکرت خود بھی حاصل کر لی تھی اور ایک ملّا سے استفتا بھی کیا تھا کہ آیا نماز سنسکرت میں پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں ہے۔ تالیف قلب یہ اسلامی رواداری اب مسلمانوں سے مفقود ہے۔ وہ اپنے ہندو بھائیوں سے لڑتے ہیں حالانکہ دونوں ایک ہی زمین کی گود میں پاؤں پھیلاتے ہیں۔

(۲) جو لوگ جامع مسجد دہلی میں ایک ہندو کے وعظ کہنے پر معترض ہیں اُنھیں بعض تاریخی واقعات سے چشم پوشی نہ کرنی چاہیے۔ یہ صحیح ہے کہ مسلمان بادشاہ بُت شکن تھے مگر اسکے ساتھ ہی اُنھوں نے دوسرے مذاہب کو ہمیشہ آزاد رکھا۔ چنانچہ شاہنشاہ .... جب حج کرنے ہندوستان سے روانہ ہوئے تو سو ہزار پنڈتوں کو اپنے ساتھ لیتے گئے اور اُنھوں نے خاص شہر کے معظمہ میں آرتی کا مقدس فرض ادا کیا۔

(۳) سلطان خاقان ابن خاقان سلطان گیتی ستان ہندوستان .... کے محل میں اکثر رانیاں اپنے مذہب پر قائم تھیں اُنکے واسطے گھروں میں ٹھاکردوارے بنائے گئے تھے۔ چنانچہ ہمایونی دلی کا محل .... حال میں کھدوا گیا ہے کے نیچے سے ایک نہایت عمدہ سنگ مرمر کا بُت خانہ برآمد ہوا جسپر شاہنشاہ .... کا نام کندہ ہے۔ یہ ہے اسلامی رواداری یہ ہے اسلامی قانون آزادی و مساوات۔

اس واقعہ سے برادران اسلام کو سبق لینا چاہیے۔ (بعض دیگر تاریخی واقعات آئندہ بیان ہونگے)

واقف

استادو بناؤ آئینہ کو
سیکھو انداز دلبری کا

مولانا پنچ کی نوٹ بک

لی کمیشن نے ولایتی خادم ہند کے اشتہار سے متاثر ہو کر ان کی تنخواہیں بھتے پنشنیں بڑھانے کی سفارش کی۔ اس سفارش کے برمحل ہونے میں کوئی شک نہیں۔ واقعی ان خادم کو ہندوستان میں بڑی بڑی زحمتیں اٹھانا پڑتی ہیں آپ جانیے دعوتیں اڑانا آسان نہیں۔ شکار کھیلنا اور پہاڑی کے پتھر ڈھونا بڑا بوجھ رہی حکومت تو وہ ایسی کٹھن ہے کہ محمد شاہ رنگیلی کو بھی

[illegible] بادشاہ محمد واجد علی شاہ کو گرمیوں میں پہاڑوں
[illegible] سیر [illegible] دنوں میں ریاستوں کا دورہ جان جوکھم
[illegible] سڑکوں [illegible] تکلیف [illegible] ناموں سے مشہور
[illegible] دشوار بات ہے کہ دشواری کے ڈر سے
[illegible] نہیں بچ سکتا۔ ایک آدھ غلطی
[illegible] پوٹ کرنے میں بھی انتہائی تکلیف برداشت
کرنی پڑتی ہے۔ خیر صاحب ڈیڑھ کروڑ روپیہ
سالانہ [illegible] آپ کی خاطر سے بھری جائے گی اور
[illegible] ترقیوں پر ٹیکس بھی بڑھا لیں گے
[illegible] مصارف کی کمیٹی خواہ مخواہ کے عہدے
[illegible] تخفیف نہیں کرتی بھلا ماہر اقسام چوب
جو کوئی عمدہ ہے ہمارے یہاں کے ادنیٰ بڑھئی
اس عظیم الشان کام کو انجام دے سکتے ہیں۔
غرض اب نہیں تو سکھانے بتانے سے چار دن
بعد ماہر ہو جائیں گے۔ اسی طرح چند دوسری
[illegible] میں ہیں۔ یہ عیب کم ہونی چاہیے
[illegible] ولایت میں کسی کھلنڈرے لڑکے کو توپوں
کی [illegible] توڑنے اور دیکھنے کا مرض ہوا [illegible]
[illegible] عمر بھر یہی کرتا رہا جوان ہونے پر آپ نے
کہا [illegible] ہندوستان میں ایسے ماہر کامل کی بہت
ضرورت ہے جیسی ہوئی ایڑیوں سے مجرم کا
قیافہ اور مزاج پہچاننے کا جدید علم ایک ایسا
نادر علم ہے جس سے ہندوستانیوں کو مستفید
ہونے کی شدید ضرورت ہے۔

[illegible] جائے ہندوستان

[illegible] فلاں صاحب بچپنے میں کھیت سے آلو
چرایا کرتے تھے چوری کی علت میں کئی بار
دھرے گئے جیلخانے کی ہوا کھائی آخر کسان عاجز
ہو گئے۔ آپ نے اُن کو بھی ہندوستان کے
[illegible] ماہر صورت آلو بنا کے بھیج دیا۔

[illegible] جائے ہندوستان

[illegible] ماہر اقسام چوب [illegible] بعض ہم غریبوں کے
سمجھ میں نہیں آتے شیشم آبنوس [illegible] آم
ساگون، ساکھو، [illegible] دیودار، چیڑ، [illegible]
[illegible] نیم کی لکڑی تو [illegible]
پہچانتے ہیں۔ [illegible] جائے ہندوستان کی ترکیب
اور [illegible] سازی کی مشین اگر جاری ہے تو چند
سال میں صدہا کروڑ کا بار بڑھے گا۔

ولائتی چھچھڑیا شاہ

ہمارے لکھنؤ میں ایک فقیر [illegible] کی [illegible]
سے [illegible] اور ایک کپڑے میں [illegible] کی طرح
[illegible] کے سر پر رکھ لیتا تھا۔ [illegible] لوگ چھچھڑیا شاہ
کہتے تھے۔ اسکی عادت تھی کہ دروازے پر کھڑا ہو جاتا
اور کہتا:۔

"لو مراد آئی"

کسی گھر میں غمی ہو گئی تھی ابھی لاش اُٹھنے
نہ پائی تھی کہ حضرت نے صدا لگائی۔

"لو مراد آئی"

غم زدہ عزیزوں نے جو یہ صدا سنی تو جھلا [illegible]
نتیجہ یہ ہوا کہ سر پر قیامت آ گئی [illegible]
[illegible] ہوئی [illegible] اور [illegible] ہوئے اون کی طرح
ریزہ ریزہ ریشہ ریشہ۔ چھچھڑوں کا [illegible] تار تار
گویا [illegible] کا تیا پانچا آ گیا۔ کھنچنے والوں کی [illegible]
نہیں مگر شاہ صاحب کی شامت ضرور آئی۔
ہمارے ولایتی پرانے دوست [illegible]
بھی چھچھڑیا شاہ کے شاگردوں میں ہیں [illegible]
آرڈیننس آپ کی جابرانہ طبیعت کے موافق ہے۔
دور بیٹھے ہوئے لارڈ [illegible] سے کہتے ہیں۔

"لو مراد آئی"

[illegible] آرڈیننس [illegible] کرتے ہیں

"لو مراد آئی"

حالانکہ بنگال کا جو [illegible] قانون یا کوئی رولٹ ایکٹ
کا [illegible] تمام قانون ہرگز بغاوت یا انارکی کا استیصال
نہیں کرسکتے [illegible] انارکی کی جڑیں مضبوط
کرتا ہے۔ بنگال آرڈیننس پاس [illegible]
وہی [illegible] انجام دے رہا ہے جسکی [illegible] انارکسٹ
کرتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ حکومت [illegible]
لوگوں کو [illegible] بغیر [illegible] کرتی ہے اور انارکسٹ
چوری چھپے اپنی راہ میں حائل ہونے والوں کا
خاتمہ کرتے ہیں۔ مگر کام دونوں کا ایک [illegible]
[illegible] گھوڑے کو ایک چابک [illegible] آدمی کو ایک بات
[illegible] سخت جان
ہیں چھچھڑیا شاہ [illegible]
[illegible] ہندوستان بھر کی لعنت ملامت کے بعد
بفضل خدا [illegible] موجود ہیں۔
[illegible] لو مراد آئی [illegible] اگر یہ حکومت کی
نامنصفانہ دست درازیوں پر "لو مراد آئی" کہنا
نہیں چھوڑتے۔

حسن بھی کیا چیز ہے [illegible] ننگ و عار کی
کوئی اصل و حقیقت نہیں۔ بی ممتاز بیگم خدا جانے
کون ہیں، ہندو یا مسلمان۔ سنتے ہیں کہ [illegible]
ممتاز [illegible] ممتاز جان یا ممتاز بائی سے ممتاز بیگم
[illegible] ہو گئیں۔ اب ہندو
مسلمانوں میں جھگڑا ہے ہر ایک اپنی طرف کھینچنے کی
فکر کرتا ہے۔ یہاں صرف [illegible] مسلمانی کی علامت
ظاہر نہیں [illegible] قاتل کی شناخت
کرنے اندور گئے ہیں لگے ہاتھوں بی ممتاز بیگم کی مسلمانی
بھی [illegible] ہمارے مسلمان بھائیوں پر [illegible] ہوگا۔
بھلا ان [illegible] سے کوئی پوچھے کہ ان کا وجود کس
گروہ کے لیے باعث افتخار ہے؟
ہندو [illegible] کہ ایک [illegible] ریاست [illegible]
[illegible]
ایک مسلمان [illegible]

اودھ پنچ لکھنؤ جلد دوم — رجسٹرڈ نمبر ایل ۳۸۰ — اودھ پنچ لکھنؤ — ۱۹۰۷ء

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ چند تیر بہدف ادویہ

سفوف گنجشک

[illegible]

مارالعنبر آتشہ خاص الخاص

[illegible]

طلائے نسیمی

[illegible]

حب یاقوت مقوی و ممسک

[illegible]

مفصل فہرست مشہورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطبا سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے

فرمائش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے — مینیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ — فہرست کامل مفت طلب فرمائیے

شاہی زردہ

حسن ترکیب سے مقبول خلائق بنا — تمام زردوں سے مقبول شاہی زردہ

[illegible]

اعلیٰ شاہی زردہ

[illegible]

شاہی زردہ

[illegible]

مقبول ایجنٹ کو مع کارخانہ شاہی زردہ ... چیت پور روڈ۔ کلکتہ

موسیقی کی معجزہ

معارف النغمات

[illegible]

ملنے کا پتہ: مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

[illegible]